غزلیں

نذرِ مصحفی

وقار مانوی

○

یہ نتیجہ تپشِ غم کے نمو کا نکلا
دل نچوڑا بھی تو قطرہ نہ لہو کا نکلا

یار بھی یار تھا، وہ اپنی ہی خو کا نکلا
ہوسکا دل سے نہ میرا نہ عدو کا نکلا

چہرے خوش رنگ جو تھے، ہوگئے پانی پانی
ذکر جس وقت مرے آئنہ رو کا نکلا

خوب ہے تُو بھی کہ اک عمر تجھے دیکھ کے بھی
تیرا دیوانہ تری دید کا بھوکا نکلا

دشتِ غم، مجھ میں لہو کم تھا، مسافت تھی بہت
اور پیاسا بھی ہر اک خار لہو کا نکلا

رائے اے غیرتِ دل، زخموں سے چھلنی تھا مگر
آرزو مند مرا دل نہ رفو کا نکلا

کیا ستم ہے، وہ مخاطب تو ہوا تھا مجھ سے
اس کے ہونٹوں سے مگر نام عدو کا نکلا

رات اس شوخ نے محفل میں بصد ناز کیا
ہم پہ مرتے تو ہیں سب، دم نہ کسو کا نکلا

خنجر ناز، گلے تجھ کو لگا لوں، اِدھر آ
تو بھی پیاسا مری جاں، میرے لہو کا نکلا

زندگی یادِ الٰہی کے سوا کچھ بھی نہیں
وہ بشر، یادِ الٰہی سے جو چوکا نکلا

اپنے جس بندِ قبا پر تھا اُسے ناز وقار
کام اس بندِ قبا میں بھی رفو کا نکلا

1681، گلی تخت والی، سوئیوالان، دریا گنج، نئی دہلی۔110002

مہدی پرتابگڑھی

○

شگوفے جب کھلیں شاخِ ہُنر پر
تو ہو ماحولِ عالم رُوح پرور

چھپاتے رہتے ہیں ہم جس کو اکثر
وہی منظر تو ہے ہر گھر کے اندر

طلسمِ خاک کے جلوے ہیں ہر سو
گل و لالہ سے نکھرا حسن منظر

تردد سے بشر کے نکھری دُنیا
بشر ہستی کی رنگینی کا محور

نہ خواہش بے لگام ایسی تھی پہلے
نہیں تھی زندگی کچھ ایسی دو بھر

کبھی آ کوچۂ صبر و رضا میں
جہاں پر جلوہ فرما ہیں بہتر

کبھی آیا ہے ایسا وقت مہدیؔ
ندی کو ڈھونڈے ہے پیاسا سمندر

28، اسکول وارڈ، پرتاب گڑھ۔230001